حلقوں میں "ارمغان اقبال" کا بہ نظر استحسان خیر مقدم کیا جائے گا۔ افسوس ہے لیکن عمدہ کتاب کا اشاعتی معیار کچھ زیادہ اچھا نہیں ہے۔ (ر۔ ہ)

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء جلد دوم (قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ)، مرتب: مولانا اللہ وسایا۔ ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان۔ صفحات ۳۲۴۔ قیمت ۱۵۰ روپے۔

عقیدہ ختم نبوت، اسلام اور دین و شریعت کا بنیادی ستون ہے۔ ختم نبوت میں کسی طرح کا شک و شائبہ خرمنِ ایمان کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ انیسویں صدی کے اختتام پر مرزا غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت کے عقیدے پر تیشہ چلایا اور اپنی افرنگ زدہ نبوت کا بیج بونا شروع کیا، تو اسی وقت دلیل اور تبلیغ کے میدان میں علمائے حق نے اس کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ قادیانی نبوت کے تار و پود بکھیرنے میں علامہ محمد اقبال، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، شورش کاشمیری اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت کے حوالے سے، قومی اسمبلی میں قادیانیوں کی ربوہ جماعت کے امیر مرزا ناصر احمد اور لاہوری گروپ کے امیر صدر الدین پر جو جرح کی گئی، زیر نظر کتاب اس کی روداد پر مشتمل ہے۔ فاضل مرتب مولانا اللہ وسایا صاحب کا فراہم کردہ یہ قیمتی لوازمہ، قومی اسمبلی کے ریکارڈ پر مبنی ہے۔ یہ کام بلاشبہ بہت اہم اور لائق تحسین ہے۔

اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار نے جس فاضلانہ اور ماہرانہ انداز میں "ختم نبوت" کا کیس پیش کیا، وہ پاکستان کی آئینی تاریخ میں عدالتی تجزیے کا شاہکار ہے۔ امر واقعہ ہے یہ کتاب بہت سی کتابوں سے بے نیاز کر کے قادیانی مسئلے کے حقیقی تناظر کو نکھار کے رکھ دیتی ہے۔ اس کتاب کا انگریزی اور عربی ترجمہ وقت کی ضرورت ہے۔ پروف کی اغلاط اور ترتیب و پیش کش کے سقم دور کر لیے جائیں تو اس کی افادیت اور بھی زیادہ بڑھ جائے گی۔ چوتھے باب کو اس سے الگ کر کے مزید تفصیلات کے ساتھ شائع کرنا بھی بہت مفید رہے گا۔

مرتب نے کتاب کے مقدمے میں لکھا ہے: "بھٹو حکومت نے اپنے وعدے کے باوجود قومی اسمبلی کی اس کارروائی کو شائع نہ فرمایا، اب جناب ذوالفقار علی بھٹو کی صاحب زادی بے نظیر صاحبہ برسراقتدار ہیں، قدرت ان کو توفیق دے.... اس وقت [یعنی ۱۹۷۴ء میں] اسمبلی کے ارکان اور دوسرے اکابر سے اسمبلی کی کارروائی کے متعلق زبانی اور تحریری جو معلومات حاصل ہوتی رہیں، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری کے حکم پر فقیر مرتب کرتا رہا... تاہم اگر کسی دن یہ کارروائی

حکومت نے شائع کر دی تو ان شاء اللہ ہمیں اپنی دیانت پر اتنا اعتماد ہے کہ آپ کو سوائے اجمال و تفصیل کے اور کوئی فرق نظر نہ آئے گا" (ص ۷-۸)۔

ہمارا خیال ہے کہ مولانا نے "عذر گناہ" کے طور پر جو کہا ہے اس کی ضرورت نہ تھی۔ درحقیقت تو یہ ساری داستان قومی اسمبلی کا اصل ریکارڈ ہی ہے (انگریزی حصوں کا ترجمہ کیا گیا ہے' یا ممکن ہے' کسی جگہ معمولی سی ترمیم کی گئی ہو) جسے بیوروکریسی خفیہ رکھنا چاہتی تھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۹۵۳ میں تحریک ختم نبوت کی انکوائری رپورٹ (المعروف منیر رپورٹ) ایک خاص زاویے سے مرتب کی گئی تھی جس کا مقصد دینی طبقے کا مذاق اڑانا اور ختم نبوت کے مسئلے کو نوکر شاہانہ شعبدہ بازی کی بھینٹ چڑھانا تھا' اس لیے حکومت نے اس رپورٹ کا فی الفور انگریزی اور اردو (غالباً بنگلہ میں بھی) ترجمہ کر کے پورے پاکستان میں پھیلا دیا۔ بعدازاں جب بھی قومی نوعیت کا معاملہ درپیش آیا تو اسے "خفیہ" کہہ کر دبا دیا گیا۔ یہ حمود الرحمن کمیشن رپورٹ ہو' جسٹس صمدانی کمیشن رپورٹ ہو یا قومی اسمبلی کی ختم نبوت رپورٹ' سبھی کو سرخ فیتے کی نذر کر دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۷۴ میں قومی اسمبلی کی جس رپورٹ میں قادیانی نبوت کی دھجیاں بکھر گئیں' اسے دبایا ہی اس لیے گیا ہے کہ یہ رپورٹ "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کے مصداق ہر چیز کو روز روشن کی طرح عیاں کر رہی ہے۔ اگر فاضل مرتب زیر نظر رپورٹ کو برملا اور ڈنکے کی چوٹ شائع کر دیتے تو بہت بہتر تھا۔ اس طرح شاید کچھ جواب دہی کرنی پڑ جاتی لیکن اس سے ایک طے شدہ دینی اور آئینی مسئلے کو خواہ مخواہ سرد خانے کا شکار کرنے والوں کو بھی سبق ملتا۔ بہرحال یہ کتاب ایک بہت بڑی سچائی کا دستاویزی مظہر ہے۔ آئندہ ایڈیشن میں صحیح صورت واضح کر دی جائے تو بہتر ہو گا۔ حکومت کو بھی چاہیے کہ وہ خود اس روداد کو من و عن شائع کر دے۔ (سلیم منصور خالد)

جریدۃ الاتحاد سہ ماہی مدیر عبدالجبار عابد' ناشر: جمعیت اتحاد العلماء پاکستان منصورہ ملتان روڈ' لاہور۔ صفحات: ۱۳۵' قیمت: /۱۵ روپے۔

جمعیت اتحاد العلما کے سہ ماہی رسالے کا یہ پہلا شمارہ ہے جس نے اپنے مضامین کی نوعیت کے لحاظ سے ملت اسلامیہ اور پاکستان کے لیے اتحاد جیسے اہم وقت کے موضوع پر ایک خصوصی شمارہ کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ لکھنے والوں میں مولانا مفتی سیاح الدین کاکاخیل' مولانا گلزار احمد مظاہری' مولانا گوہر رحمٰن اور مولانا عبدالمالک جیسے معزز اور محترم نام شامل ہیں۔ علما معاشرے کا ایک نہایت اہم حصہ ہیں جو عوام کی زندگی پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ ان کے بارے میں جدید تعلیم یافتہ طبقے میں تعصب